

## سوال

میری گزارش ہے کہ آپ مجھے حج اور اس کے مشاعر کی تاریخ کے بارہ میں بتائیں ، اس کی مثال یہ ہے کہ مسلمان صفا اور مروہ کے مابین سعی کرتے ہیں جو کہ ام اسماعیل ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی تھی ، لیکن اس کے علاوہ باقی چیزوں کے بارہ میں مجھے علم نہیں لہذا میری گزارش ہے کہ اس کے بارہ میں معلومات فراہم کریں ۔  
مثلا جمرات کو کنکریاں مارنا ، طواف کرنا ، میدان عرفات میں وقوف اور زمزم کا پانی پینا ، منی اور مزدلفہ میں رات بسر کرنا ، قربانی کرنا ۔۔ الخ معلومات فراہم کرنے پر آپ کا شکریہ ۔ ؟

## پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اہل اسلام کے مابین شروع سے لیکر آج تک سلف اور خلف سب کے ہاں اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ بیت اللہ کا حج دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے ، جیسا کہ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کی حدیث سے واضح ہے ۔

اور یہ بھی معروف ہے کہ حج بھی ساری عبادات کی طرح ایک عبادت ہے جس کے کچھ خاص اعمال ہے اور یہ اعمال اپنی ایک حیثیت اور ہیئت رکھتے ہیں جنہیں صحیح طریقہ کے مطابق بجالانا واجب ہے مثلاً میقات سے احرام باندھنا ، طواف ، اور صفامروہ کے مابین سعی کرنا ، وقوف عرفات ، مزدلفہ میں رات بسر کرنا ، اور جمرات کو کنکریاں مارنا اور قربانی ذبح کرنا ، اور اس کے علاوہ باقی حج کے معروف اعمال میں سے ۔

لہذا ان اعمال میں واجب اور ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ان اعمال کو کیا جائے ، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے طریقہ میں بہت ساری احادیث مروی ہیں ، اور امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب زاد المعاد اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب البدایة والنہایة میں ان احادیث کو جمع کرنے اور ان سے نکلنے والے احکامات کے متعلق بہت زیادہ وسیع اور پر حاصل بحث کی ہے ، اور مسلمان کو چاہیے کہ وہ ان احکام کو جاننے اور ان پر عمل کرنے کا اہتمام کرے ۔

پھر یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ حج میں کیے جانے والے اعمال کا اساسی اور بنیادی مقصد تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

{ جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس ذکر الہی کرو ، اور اس کا ذکر ایسے کرو جیسے کہ تمہیں اس نے ہدایت دی ہے ، حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے -

پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں ، اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے -

پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباء و اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے ، بلکہ اس سے بھی زیادہ ، بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ! ہمیں دنیا میں دے ، ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ----- }

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ آیات کے بعد یہ فرمایا :

اور ان چند گنے چنے دنوں ( ایام تشریق ) میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو ، دو دن کی جلدی کرنے پر بھی کوئی گناہ نہیں ، اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ، یہ پرہیزگار کے لیے ہے ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے البقرۃ ( 198 - 203 ) -

اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ : بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کے مابین سعی اور جمرات کو کنکریاں مارنا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے مقرر کیا گیا ہے -

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے تعلیقا بیان کیا ہے اور مرفوع بھی روایت کیا گیا ہے لیکن اس روایت میں ضعف ہے دیکھیں البیہقی ( 5 / 145 ) -

اور مسلمان توارکان حج اور اعمال حج کی تعظیم ہی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اس کی تعظیم کا حکم دیا ہے ، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے :

یہ اور اب اور سنو ! اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی جو بھی عزت و حرمت کرے یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے الحج ( 32 ) -

اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور فرمایا :

اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تیرا کبھی بھی بوسہ نہ لیتا - صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1610 ) -

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ اعمال حج کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں :

پھر یہ اشیاء تو زائل ہو گئیں لیکن ان کے آثار اور احکام باقی رہ گئے اور ہو سکتا ہے جس نے اس کی صورت دیکھی اور اسے اس کے اسباب کا علم نہ ہو سکا تو اس پر ان امور میں اشکال پیدا ہوا ہو تو وہ کہنے لگے : اس کا تو کوئی معنی اور مقصد ہی نہیں ، لہذا میں نے آپ کے لیے نقل کے اعتبار سے اسباب بیان کر دیے ہیں ، اور اب میں آپ کے لیے معنی میں بھی آسانی پیدا کرتے ہوئے ایک قاعدہ بتاتا ہوں جس پر تو اس کی بنیاد رکھ سکتا ہے ۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ عبادت کی اصل معقول ہے ، اور وہ بندے کی اپنے مولا و مالک سبحانہ و تعالیٰ کے لیے عاجزی و انکساری و ذلت ہے ، لہذا نماز میں وہ عاجزی و انکساری اور رب ذوالجلال کے سامنے ذلت کا اظہار ہے جس سے عبادت کا معنی سمجھا جاسکتا ہے ۔

اور زکاة میں نرمی و مہربانی اور خیر خواہی کا معنی سمجھا جاسکتا ہے ۔

اور روزے میں نفس کی شہوت کو ختم کرنا اور توڑنا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے مطیع اور تیار ہو ۔

اور بیت اللہ کے شرف اور اسے نصب کرنے میں کوئی مقصد ہے اور اس کے ارد گرد کے علاقہ کو اس کی تعظیم کے لیے حرم کا درجہ دیا گیا ہے ، اور وہاں مخلوق کا پراگندے اور بکھرے ہوئے بال لیے ہوئے آنا ایسے ہی ہے جیسے ایک غلام اپنے آقا و مولا کے سامنے ذلیل اور عز پریش کرتے ہوئے پیش ہوتا ہے ، اور اس معاملے کی سمجھ بھی آرہی ہے ۔

اور نفس عبادت کرنے پر مانوس ہوتا ہے جو اسے سمجھ آتی ہے ، تو اس طرح اس کی طبیعت کا اس کی طرف میلان اس فعل کے کرنے اور اسے سرانجام دینے کا باعث بنتا ہے ، لہذا اس کے لیے ایسے کام مقرر کیے گئے جسے وہ نہیں سمجھتا تا کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوئی کمی نہ ہو اور وہ مکمل ہو جائے مثلاً سعی اور رمی جمرات کرنا ۔

کیونکہ اس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ، اور نہ ہی طبیعت کا اس میں میلان اور انس ہے ، اور نہ ہی عقل اس کے معنی کو پہنچ سکتی ہے ، تو اس میں صرف اور صرف اطاعت و فرمانبرداری اور تسلیم خم کرنے کے علاوہ کوئی اور سبب نہیں اور باعث نہیں ، تو اس وضاحت سے آپ کو عبادات غامضہ کے اسرار و رموز سے واقفیت حاصل ہو سکتی ہے ۔ اھ دیکھیں : مثير العزم الساکن ( 1 / 285 - 286 ) ۔

جب اس کی وضاحت ہو چکی تو پھر اکثر اعمال حج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کی تاریخ ہمیں معلوم نہیں ، اور یہ ایسے امور ہیں جن کی جہالت یعنی جن کی لاعلمی کا کوئی نقصان نہیں ، اور اس میں کچھ امور ایسے بھی

ہیں جن کی تاریخ بعض نصوص میں ملتی بھی ہے ، ذیل میں ہم اس میں کچھ کا ذکر کرتے ہیں :

1 - حج کی فرضیت کب ہوئی یا پھر حج کب شروع ہوا ؟

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا اس کے بارہ میں فرمان ہے :

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو ، لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دوردراز کی تمام راہوں سے آئیں گے الحج ( 27 ) -

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یعنی ( اے ابراہیم ) لوگوں میں اس گھر کے حج کا اعلان کر دو جس گھر کے بنانے کا ہم نے آپ کو حکم دیا لوگوں کو اس کے حج کی طرف بلاؤ ، لہذا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا :

اے میرے رب میں لوگوں تک یہ بات کیسے پہنچاؤں کیونکہ میری آواز تو ان تک نہیں پہنچ سکتی گی ؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تم آواز دو اور اسے پہنچانا ہمارے ذمہ ہے ، تو ابراہیم علیہ السلام اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے ، اور ایک قول یہ ہے کہ ایک پتھر پر کھڑے ہوئے ، اور ایک قول یہ ہے کہ صفا پہاڑی پر کھڑے ہوئے ، اور ایک قول یہ ہے کہ ابوقبیس پہاڑی پر کھڑے ہوئے ، اور آواز لگائی :

اے لوگو! بلاشبہ تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے لہذا تم اس کا حج کرو -

کہا جاتا ہے کہ پہاڑوں نے تواضع اختیار کی حتیٰ کہ یہ آواز زمین کے کونے کونے میں سنی گئی ، اور جو کوئی ماں کے پیٹ اور باپ کی پشت میں تھا اسے نے بھی یہ آواز سنی ، اور جس نے بھی یہ آواز سنی چاہے وہ پتھر تھا یا درخت یا کچی اینٹ اور قیامت تک جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا تھا کہ وہ حج کرے گا اس نے جواب دیا اور کہا لبیک اللہم لبیک -

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مجاہد ، عکرمہ ، سعید بن جبیر اور سلف رحمہم اللہ میں سے کئی ایک سے بھی یہی منقول ہے - اہ دیکھیں : تفسیر ابن کثیر ( 3 / 221 ) -

اور ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مثير العزم الساکن میں اسی طرح مختصر ذکر کر کے اسے سیرت نگاروں کی طرف منسوب کیا ہے - دیکھیں مثير العزم الساکن ( 1 / 354 ) -

یہ تونبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل حج فرض ہونے کی تاریخ ہے ، اور دین اسلام میں فرضیت حج کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ حج کب اور کس سال فرض ہوا -

ایک قول تو یہ ہے کہ : چھ ہجری میں فرض ہو ، اور بھی کہا گیا ہے کہ ساتھ ہجری میں فرض ہوا ، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نو ہجری میں فرض کیا گیا اور ایک قول دس ہجری کا بھی ہے ۔

لیکن امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بالجزم یہ بات کہی ہے کہ نویا دس ہجری میں فرض ہوا تھا وہ اپنی کتاب زاد المعاد میں کہتے ہیں :

اس میں کوئی بھی اختلاف نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد ایک حج کے علاوہ کوئی اور حج نہیں کیا اور وہ بھی حجة الوداع کے نام سے معروف ہے ، اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ حج دس ہجری میں ہوا --- اور جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے میں جلدی کی اور اس میں ذرا برابر بھی تاخیر سے کام نہیں لیا ، اس لیے کہ حج کی فرضیت ہی نویا دس ہجری تک مؤخر رہی ہے ---

اور اگر یہ کہا جائے کہ : آپ کے پاس اس کی دلیل کیا ہے کہ حج کی فرضیت نویا دس ہجری تک مؤخر رہی ؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا :

اس لیے کہ سورۃ آل عمران کا ابتدائی حصہ عام الوفود میں نازل ہوا ، اور اسی سال نجران کا وفد بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ جزیہ دینے پر صلح کی ، اور جزیہ جنگ تبوک کے سال نو ہجری میں نازل ہوا ، اور اس میں ہی سورۃ آل عمران کا ابتدائی حصہ بھی نازل ہوا ---- اھ

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر قرطبی میں کہتے ہیں :

عرب کے ہاں حج معلوم و مشہور تھا ، اور جب اسلام آیا تو انہیں اس سے ہی مخاطب کیا جسے وہ جانتے تھے اور جس کی انہیں معرفت تھی اسے ان پر لازم بھی کیا ۔

دیکھیں : تفسیر القرطبی ( 2 / 92 ) ، اور آپ احکام القرآن لابن العربی ( 1 / 286 ) بھی دیکھیں ۔

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر ( 32662 ) کے جواب کا بھی مطالعہ ضرور کریں ۔

2 - بیت اللہ کا طواف :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو البقرة ( 125 ) ۔

اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بیت اللہ کا طواف ابراہیم علیہ السلام کے عہد مبارک سے ہی چل رہا ہے -

3 - رمل :

رمل یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے تیز تیز چلنا ، طواف قدوم میں مردوں کے لیے رمل کرنا سنت ہے عورتوں کے لیے نہیں اور طواف قدوم وہ طواف ہے جو مکہ میں داخل ہو کر پہلا طواف کیا جائے -

رمل کی ابتداء کس طرح ہوئی :

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مندرجہ ذیل روایت بیان کی ہے :

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین مکہ کہنے لگے :

تمہارے پاس ایسی قوم آرہی ہے جسے یثرب کے بخارنے کمزور کر دیا ہے ، لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ تین چکروں میں رمل کریں ----

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : رمل کرو تا کہ مشرک تمہارے قوت کا مشاہدہ کر لیں

----

صحیح بخاری ( 2 / 469 - 470 ) حدیث نمبر ( 1602 ) صحیح مسلم ( 2 / 991 - 992 ) حدیث نمبر ( 1262 ) -

4 - زمزم اور صفا مروہ کے مابین سعی کرنا :

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ :

ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ہاجر اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام - وہ اسے دودھ پلاتی تھی - لے کر آئے اور بیت اللہ کے قریب زمزم کے اوپر ایک بڑے درخت کے نیچے مسجد کے اوپر والے حصہ میں اتارا اور ان دنوں میں مکہ میں کوئی بھی نہیں تھا ، اور نہ ہی وہاں پانی تھا تو انہیں وہاں اتارا اور ان دنوں کے پاس ایک تھیلاجس میں کھجوریں تھیں اور ایک پانی کا مشکیزہ رکھا ، پھر خود وہاں سے واپس چل دیے

تو اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے پیچھے گئیں اور کہنے لگیں اے ابراہیم ! آپ ہمیں اس وادی میں جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ ہی کوئی چیز چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں ؟ یہ بات انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو کوئی بار کہی

اور ابراہیم علیہ السلام اس کی جانب پلٹ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے -

تو وہ کہنے لگیں کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں، وہ کہنے لگیں پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور پھر واپس آگئیں اور ابراہیم علیہ السلام وہاں سے چل دیے جب وہ اونچی جگہ پر پہنچے جہاں سے وہ انہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے تو بیت اللہ کی جانب اپنا رخ کیا اور ان کلمات کہتے ہوئے دعا کرنے لگے اور اپنے ہاتھ اٹھا دیے :

اے ہمارے پروردگار! میں اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے، اے میرے رب یہ اس لیے کہ وہ نماز قائم کریں، پس توجو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پہلوں کی روزیاں عطا فرما تا کہ یہ تیری شکرگزاری کریں ابراہیم (37) -

لہذا ام اسماعیل اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگی اور خود وہ پانی پیتی رہی حتیٰ کہ جب مشیکزے کا پانی ختم ہو گیا تو اسے بھی پیاس لگی اور اس کے بیٹے کو بھی پیاس نے ستایا تو وہ بیٹے کو پاؤں مارتا دیکھنے لگی یا یہ کہا کہ الٹ پلٹ ہوتا دیکھنے لگی تو اسے برداشت نہ کر سکی اور اس حالت میں دیکھنا ناپسند کرتے ہوئے وہاں سے چل دی، اور سب سے قریب صفا پہاڑی دیکھی تو اس پروادی کی جانب رخ کر کے کھڑی ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں کہ کوئی نظر آتا ہے جب کوئی بھی نظر نہ آیا تو صفا سے اتر گئیں اور جب وادی میں پہنچی تو اپنی چادر کا ایک پلو اوپر اٹھا لیا اور جس طرح کوئی کوشش کرنے والا شخص دوڑتا ہے اس طرح دوڑی اور وادی پار کر لی پھر مروہ پہاڑی پر آئی اور اس پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ کوئی نظر آتا ہے کہ نہیں تو وہاں بھی کوئی نظر نہ آیا تو اس طرح انہوں نے ساتھ بار ایسا کیا -

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تولوگوں کی صفا اور مروہ کے مابین یہی سعی ہے -

اور جب وہ مروہ پہاڑی پر چڑھی تو ایک آواز سنی تو کہنے لگی چپ، اپنے آپ سے مخاطب تھیں، پھر دوبارہ آواز سنی تو کہنے لگی : میں نے تیری آواز سنی ہے اگر تو تیرے پاس کوئی مدد و تعاون ہے، تو دیکھا کہ زمزم کے قریب ایک فرشتہ کھڑا ہے تو اس نے اپنی ایڑی کے ساتھ زمین کریدی، یا یہ کہا کہ اپنے پر کے ساتھ زمین کریدی حتیٰ کہ پانی نکل آیا اور ام اسماعیل اس کا حوض تیار کرنے لگی اور اپنے ہاتھ سے ایسے کر رہی تھی -

اور پانی سے چلو بھر بھر کر اپنے مشکیزے میں بھرنے لگی جب وہ چلو بھرتی تو وہاں سے اور پانی ابل کر باہر آجاتا -

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اللہ تعالیٰ ام اسماعیل پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتی یا یہ فرمایا کہ : اگر وہ پانی سے چلو نہ بھرتی تو زمزم کا چشمہ ساری زمین پر جاری ہو جاتا اور پھیل جاتا ۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ : اسے فرشتہ کہنے لگا : تم ضائع ہونے سے نہ ڈرو اور خوف نہ رکھو ، کیونکہ یہ بچہ اور اس کا باپ بیت اللہ تعمیر کرے گا ، اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے اہل و عیال کو ضائع نہیں کرے گا ۔۔۔ الحدیث دیکھیں : صحیح بخاریغ ( 6 / 396 - 397 ) حدیث نمبر ( 3364 ) ۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مثيرالعزام الساکن میں کہتے ہیں :

اس حدیث سے یہ بیان ہوتا ہے کہ اس کا نام زمزم کیوں رکھا گیا ، کیونکہ جب پانی بہہ نکلا تو ہاجر نے اسے روک دیا تھا ، ابن فارس لغوی کہتے ہیں : زمزم یہ ہے کہ آپ کہیں زممت الناقة ، یعنی جب تو اونٹنی کو لگام ڈال کر اسے روکے ۔ اہ دیکھیں : مثيرالعزام الساکن ( 2 / 47 ) ۔

5 - میدان عرفات میں وقوف کرنا :

ابوداؤد اور ترمذی نے یزید بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میدان عرفات میں موقف سے دور جگہ پر وقوف کر رہے تھے تو ہمارے پاس ابن مربع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمہاری طرف پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں انہوں نے آپ سے فرمایا ہے کہ :

تم اپنی جگہوں پر ہی رہو کیونکہ تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی وراثت کی وراثت پر ہو ۔

سنن ابوداؤد ، سنن ترمذی حدیث نمبر ( 883 ) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سنن ابوداؤد ( 1688 ) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

بہت سارے اعمال حج ابراہیم علیہ السلام کے دور میں پائے جاتے تھے لیکن مشرکوں نے اس میں بعض امور ایسے پیدا کر لیے جو مشروع نہیں تھے ، لہذا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے اس میں مشرکوں کی مخالفت کی اور مشروع اعمال حج بیان کیے ۔

تاریخ حج اور اس کے کچھ اعمال کے بارہ میں یہ مختصر سا نوٹ تھا ، آپ اس میں مزید تفصیل جاننے کے لیے حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب مثيرالعزام الساکن الی اشرف الاماکن کی مکمل پہلی جلد اور دوسری جلد کا ابتدائی حصہ مطالعہ کریں ۔



اور مسجد حرام کی تاریخ کے بارہ میں تفصیل دیکھنے کے لیے ہم سائل سے گزارش کریں گے کہ وہ سوال نمبر ( 3748 ) کے جواب کا مطالعہ ضرور کرے

واللہ اعلم .